www.KitaboSunnat.com

دوسری وآخری قسط

ابو عبد اللہ طارق[1]

اہل السنۃ اور مُرجئہ کون ہیں؟

[ائمہ اسلاف کی نظر میں]

ایمان زبان سے قول، دل سے تصدیق اور عمل صالحہ کا نام ہے، یہ ایمان کے تین ارکان ہیں اور جو شخص ان تینوں ارکین ایمان کا اعتقاد رکھتا ہے، وہ اہل السنہ والجماعۃ کے موقف پر ہے۔ البتہ جو شخص ان تینوں ارکان کا اعتقاد رکھنے کے باوجود عملاً کوتاہی یا گناہ کا ارتکاب کرے تو اُس سے اس کے ایمان کا درجہ تو کم ہو جاتا ہے، لیکن اس عملی کوتاہی سے وہ شخص مرجئہ نہیں بن جاتا بلکہ وہ اہل السنۃ ہی رہتا ہے، کیونکہ اِرجاء کا تعلق اعتقاد سے ہے، نہ کہ عمل سے۔ آج جن علما کو بعض جذباتی حضرات مرجئہ ہونے کا الزام دیتے ہیں، تو اُنہیں یاد رہنا چاہئے کہ ان علما میں سے کوئی شخص اگر اعتقادِ فاسد رکھتا ہے تو اس پر تو دوسرا حکم لگانے کا اِمکان ہو سکتا ہے، تاہم عملی کوتاہی کی بنا پر اُن کو کمتر ایمان کے مسلمان ہی قرار دیا جا سکتا ہے نہ کہ مرجئہ۔ زیر نظر مضمون کا مقصد ائمۂ سلف کے نزدیک ارجا کی حقیقت کو واضح کرنا اور اہل السنۃ والجماعۃ میں شامل بعض سلفی علما پر لگائے جانے والے اِرجا کے الزام کا ابطال کرنا ہے۔ اس مضمون کا مقصد نہ تو کسی گروہ کی دل آزاری یا کسی قسم کی فتویٰ بازی ہے اور نہ ہی یہاں تکفیر اور عدم تکفیر کے اُصول وضوابط کو پیش کرنا مقصود ہے۔ مدیر

اہل السنۃ والجماعۃ اور سلف صالحین کے نزدیک ایمان اور اِرجاء کا مفہوم کیا ہے؟ یہ بات اس زیر نظر مضمون کی قسط اول میں بالتفصیل بیان ہو چکی ہے۔ اسی کی روشنی میں اَب مزید بیان کیا جائے گا کہ

''سلف کے نزدیک مسئلہ ایمان میں مرجئہ کا اطلاق کن گروہوں پر کیا گیا اور ان کے

1 مدرّس جامعہ لاہور اسلامیہ (البیت العتیق، برانچ جوہر ٹاؤن)، لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظریات کیا ہیں؟ آخر میں ان نظریات کا سلف کے نظریات کے ساتھ تقابل پیش کیا جائے گا اور اس بارے میں شیخ البانی کے اقوال کو بھی ذکر کیا جائے گا۔ تاکہ یہ بات مزید نکھر کر واضح ہو جائے کہ سلف اور سلفی حضرات پر مرجئہ کا اِلزام لگانے والے لوگوں کے دعویٰ باطلہ کی حقیقت کیا ہے؟

مرجئہ کی اَقسام

اہل السنۃ کے نزدیک مسئلہ ایمان میں مرجئہ کی چار اقسام ذکر کی جاتی ہیں۔ جیسا کہ مذاہب وادیان کے انسائیکلوپیڈیا میں ہے:

فمنهم من يقول: إن الإيمان قول باللسان وتصديق بالقلب فقط وبعضهم يقصره علي قول اللسان والبعض الآخر يكتفي في تعريفه بأنه التصديق وغالى آخرون منهم فقالوا: إنه المعرفة [1]

''ان مرجئہ میں سے کچھ تو ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ایمان صرف زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق ہے اور بعض کے نزدیک ایمان صرف زبان سے اقرار ہے اور بعض دوسرے ایمان کی تعریف میں صرف اسی پر اکتفا کرتے ہیں کہ یہ تصدیق ہے اور کچھ دوسروں نے غلو کرتے ہوئے کہا کہ ایمان (صرف) معرفت ہے۔''

۱) مرجئہ فقہا

اسی انسائیکلوپیڈیا میں مزید رقم ہے:

من قال إن الإيمان تصديق القلب وقول اللسان وهم مرجئة الفقهاء

''جو کہتے ہیں کہ ایمان دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار ہے، وہ مرجئہ فقہا ہیں۔''

نیز أخرجوا الأعمال من مسمى الإيمان مما نشأ عندهم عدم القول بالزيادة والنقصان وعدم الإستثناء في الإيمان مع اعتبار الأوائل منهم لأهمية الأعمال حيث عدوها من لوازم الإيمان و رتبوا على الإخلال بها الوعيد وعلى العمل بها الزيادة في الثواب... باالجملة

1 الموسوعۃ المیسرۃ: ۲/ ۱۱۵۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فإن هذا النوع هو أخف أنواع الإرجاء[1]

''انہوں نے اعمال کو مسمیٰ ایمان سے خارج کر دیا جس سے ان کے ہاں ایمان میں کمی و بیشی نہ ہونے اور عدمِ استثنا کا قول وجود میں آیا، اس کے باوجود ان میں سے متقدمین نے اعمال کو لوازمِ ایمان میں شمار کر کے اور عمل نہ کرنے والے پر وعید اور عمل کرنے پر ثواب میں زیادتی کو مرتب کر کے اعمال کی اہمیت کا اعتبار کیا ہے پس یہ اِرجا کی سب سے ہلکی قسم ہے۔''

یعنی ان کے نزدیک اعمال ثمرۂ ایمان اور اس کا مقتضیٰ ہیں، جز نہیں۔[2]

امام ابن تیمیہ راقم ہیں:

والمرجئة الذين قالوا: الإيمان تصديق القلب وقول اللسان والأعمال ليست منه كان منهم طائفة من فقهاء الكوفة وعبادها ولم يكن قولهم مثل قول جهم[3]

''وہ مرجئہ جنہوں نے کہا کہ ایمان دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار ہے اور اعمال ایمان میں سے نہیں ہیں، ان میں کوفہ کے فقہا و عبّاد کا ایک گروہ بھی ہے اور ان کا (یہ) قول جہم کے قول جیسا نہیں ہے۔''

ان کے نزدیک ایمان شے واحد ہے اور اصل ایمان میں تمام مؤمن برابر ہیں۔''[4]

مزید فرماتے ہیں:

وكان أكثرهم من أهل الكوفة ولم يكن أصحاب عبد الله من المرجئة ولا إبراهيم النخعي وأمثاله. فصاروا نقيض الخوارج والمعتزلة، فقالوا: إن الأعمال ليست من الإيمان وكانت هذه البدعة أخف البدع، ولم أعلم أحدًا منهم نطق بتكفيرهم بل هم متفقون علىٰ أنهم لا يكفرون في ذلك وقد نص أحمد وغيره من

---

۱ ایضاً

۲ الایمان لابن تیمیہ: ص ۱۶۲؛ شرح العقیدۃ الطحاویۃ از مفتی احسان اللہ شائق: ص ۱۴۴، طبع دار الاشاعت کراچی

۳ الایمان لابن تیمیہ: ص ۱۵۴

۴ عقیدہ طحاویہ مع الشرح لابن ابی العز الحنفی: ص ۵۳۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الأئمة علیٰ عدم تکفیر هؤلاء المرجئة[1]

”اور ان کی اکثریت اہل کوفہ میں سے تھی (البتہ) عبد اللہ بن مسعودؓ کے شاگرد اور ابراہیم نخعی اور ان جیسے لوگ مرجئۃ میں سے نہیں تھے۔ اور یہ مرجئۃ خوارج اور معتزلہ کی نقیض تھے۔ انہوں نے کہا کہ اعمال ایمان میں سے نہیں ہیں اور یہ بدعت (مرجئۃ کی) بدعتوں میں سے سب سے زیادہ ہلکی ہے (سلف اور ائمہ نے ان پر سخت نکیر و تغلیظ کی ہے البتہ) میں کسی کو نہیں جانتا جس نے ان کی تکفیر کی ہو بلکہ وہ اس بات پر متفق ہیں کہ اس (مسئلہ ایمان) میں ان کی تکفیر نہیں کی جائے گی اور ان مرجئۃ کی عدم تکفیر پر امام احمد وغیرہ ائمہ سے نص ہے۔“

۲) جہمیہ

ایمان کی تعریف اور مفہوم و مراد کے لحاظ سے ایک گروہ جہمیہ کا ہے۔ یہ لوگ جہم بن صفوان کے پیروکار ہیں جو ۱۲۸ھ میں قتل ہوا، اسے مسلم بن احوذ مازنی نے 'مرو' کے مقام پر قتل کرا دیا تھا۔ موسوعۃ المیسرۃ میں ہے:

من غالي منهم وقال إنه المعرفة وهو قول الجهم بن صفوان ومن وافقه. ویلزم من قولهم هٰذا أن ابلیس وفرعون لعنهما الله تعالیٰ کانا مؤمنین کاملی الإیمان وأن معنی الکفر عندهم هو الجهل بالرب تعالیٰ فقط وهذا النوع أشد أنواع الإرجاء و أخطرها[2]

”ان میں سے کچھ نے غلو اختیار کیا اور کہا کہ ایمان معرفت ہے اور یہ جہم بن صفوان اور اس کے موافق لوگوں کا قول ہے اور ان کے اس قول سے لازم آتا ہے کہ ابلیس اور فرعون، ان پر اللہ کی لعنت ہو، مومن، کامل ایمان والے تھے، اور ان کے نزدیک کفر صرف ربّ تعالیٰ سے جہالت کا نام ہے اور یہ قسم اِرجا کی قسموں میں سے سب سے زیادہ سخت اور خطرناک ترین ہے۔“

۱ مجموع الفتاویٰ: ۷/ ۵۰۷

۲ الموسوعۃ المیسرۃ: ۲/ ۱۱۵۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابن تیمیہ ان کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

وعند الجهمية إذا كان العلم في قلبه فهو مؤمن كامل الإيمان إيمانه كإيمان النبيين ولوقال وعمل ماذا [1]

" جہمیہ کے نزدیک جب دل میں (ربّ کے متعلق) علم ہے تو وہ کامل ایمان والا مؤمن ہے۔ اس کا ایمان نبیوں کے ایمان کی طرح ہے اگر چہ وہ کچھ بھی کہے اور کرے۔"

ان کے نزدیک عمل قلب بھی ایمان میں شامل نہیں ہے۔

ایک اور جگہ آپ لکھتے ہیں:

ومنهم من لا يدخلها في الإيمان كجهم ومن اتبعه كالصالحي [2]

"عمل قلب کو ایمان میں داخل نہ کرنے والوں میں جہم اور اس کے پیروکار صالحی وغیرہ ہیں۔"

اور ایک جگہ مزید فرماتے ہیں:

"اور ان کے نزدیک ایمان شے واحد دل میں ہے۔" [3]

مزید فرماتے ہیں:

الإيمان مجرد معرفة القلب وإن لم يقر بلسانه واشتد نكيرهم لذلك حتى أطلق وكيع بن الجراح وأحمد بن حنبل وغيرهما كفر من قال ذلك فإنه من أقوال الجهمية [4]

(ایک قول یہ ہے کہ) "ایمان صرف معرفتِ قلب ہے اگر چہ زبان سے اقرار نہ بھی کرے۔ (ائمہ سلف نے) بڑی شدت سے ان کی تردید کی ہے حتیٰ کہ وکیع بن جراح اور احمد بن حنبل نے ایسے لوگوں پر کفر کا اطلاق کیا ہے اور بلاشبہ یہ جہمیہ کے اقوال میں سے ہے۔"

۱ مجموع الفتاویٰ: ۷/ ۱۴۳

۲ الایمان لابن تیمیہ: ص ۱۵۵

۳ الایمان لابن تیمیہ: ص ۳۰۸

۴ مجموع الفتاویٰ: ۷/ ۵۰۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے بارے میں امام بخاری فرماتے ہیں:

نظرت فی کلام الیہود والنصاریٰ والمجوس فما رأیت قومًا أضل في کفرهم من الجهمیة وإني لأستجهل من لا یکفرهم إلا من یعرف کفرهم وقال: ما أبالي صلیت خلف الجهمی والرافضی أم صلیت خلف الیهود والنصاریٰ[1]

"میں نے یہود ونصاریٰ اور مجوس کے کلام میں غور و فکر کیا ہے پس میں نے کسی ایسی قوم کو نہیں دیکھا جو اپنے کفر میں جہمیہ سے بڑھ کر گمراہ ہو اور جو ان کی تکفیر نہیں کرتا میں اس کو جاہل سمجھتا ہوں سوائے اس کے جسے ان کے کفر کا علم ہی نہ ہو، اور (مزید) فرماتے ہیں: مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میں جہمی اور رافضی کے پیچھے نماز پڑھ لوں یا یہودی اور عیسائی کے پیچھے۔"

۳) کرامیہ

یہ لوگ ابو عبداللہ محمد بن کرام المتوفی ۲۵۵ھ کے پیروکار ہیں۔

ابوالفتح محمد عبدالکریم بن ابی بکر احمد شہرستانی راقم ہیں:

وقالوا: الإیمان هو الإقرار باللسان فقط دون التصدیق ودون سائر الأعمال[2]

"اور (ان کرامیہ نے) کہا کہ ایمان دل سے تصدیق کرنے اور تمام اعمال کے بجائے صرف زبان سے اقرار کا نام ہے۔"

ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

"ان کے نزدیک ایمان شے واحد ہے۔"[3]

ان کے نزدیک منافق بھی باعتبار دنیا مؤمن ہے بلکہ کامل مؤمن ہے، البتہ وہ آخرت میں عذابِ ابدی کا مستحق ہے۔ چنانچہ شرح عقیدہ طحاویہ میں ہے:

۱ شرح السنۃ للبغوی: ۱/ ۱۹۵، ۱۹۴؛ خلق افعال العباد: رقم ۵۱،۳۱

۲ الملل والنحل: ۱/ ۱۰۴

۳ الایمان لابن تیمیہ: ص ۱۵۵، ۳۰۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فالمنافقون عندهم مؤمنون كاملوا الإيمان[1]

”پس منافقین ان کے نزدیک مؤمن، کامل ایمان والے ہیں۔“

۴) الماتریدیہ

اَبو منصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی سمرقندی کی طرف منسوب ایک کلامی فرقہ ہے۔

شارح عقیدہ طحاویہ امام ابن ابی العز حنفی راقم ہیں:

أوالتصديق كما قاله أبومنصور الماتريدى[2]

”یا (ایمان صرف) تصدیق ہے جیسا کہ ابو منصور ماتریدی کا قول ہے۔“

مزید فرماتے ہیں:

ومنهم من يقول إن الإقرار باللسان ركن زائد ليس بأصلي وإلىٰ هذا ذهب أبومنصور الماتريدى[3]

”اور ان میں سے کچھ نے کہا کہ زبان سے اقرار (ایمان کے لیے) رکن زائد ہے، اصلی نہیں ہے اور ابو منصور ماتریدی اسی کے قائل ہیں۔“

موسوعہ المذاہب میں ہے:

ومن قال: إن الإيمان هوالتصديق هو أبومنصور الماتريدى ومن وافقه من الأشاعرة[4]

”جس نے کہا کہ ایمان (صرف) تصدیق ہے ابو منصور ماتریدی ہے اور اشاعرہ میں سے وہ (لوگ ہیں اس مسئلہ میں) جو اس کے موافق ہیں۔“

شارح عقائد نفسیہ علامہ تفتازانی لکھتے ہیں:

هٰذا الذي ذكره من أن الإيمان هو التصديق والإقرار مذهب بعض العلماء، وهو اختيار الإمام شمس الأئمة و فخر الإسلام رحمهما الله وذهب جمهور المحققين إلىٰ أنه التصديق بالقلب وإنما

۱ شرح العقیدۃ الطحاویۃ: ص ۳۳۲، الموسوعۃ المیسرۃ ۲/ ۱۱۵۴، مجموع الفتاویٰ ۱۳/ ۵۶

۲ شرح العقیدہ الطحاویۃ لابن ابی العز الحنفی: ص ۳۳۳

۳ شرح العقیدہ لابن ابی العز الحنفی: ص ۳۳۲؛ شرح عقیدۃ الطحاویۃ از مفتی احسان اللہ شائق: ۱۴۰

۴ الموسوعۃ المیسرۃ ۲/ ۱۱۵۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الإقرار شرط لإجراء الأحكام في الدنيا[1]

"یہ جو (مصنف نے) ذکر کیا کہ ایمان تصدیق اور اقرار ہے۔ (یہ) بعض علما کا مذہب ہے، امام شمس الائمہ اور فخر الاسلام بزدوی کا (بھی) پسندیدہ مذہب یہی ہے اور (جبکہ) جمہور محققین نے اس بات کو اختیار کیا ہے کہ ایمان دل سے تصدیق ہے اور اقرار صرف دنیا میں اجرائے احکام کے لیے شرط ہے۔"

عقائد نسفیہ کی عبارت والإيمان لا يزيد ولا ينقص "اور ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ کم۔" کی شرح میں علامہ تفتازانی راقم ہیں:

فههنا مقامان: الأول أن الأعمال غير داخلة في الإيمان لما مرمن أن حقيقة الإيمان هو التصديق[2]

"پس یہاں دو مقام ہیں: پہلا مقام یہ ہے کہ اعمال ایمان میں داخل نہیں ہیں، کیونکہ یہ بات (پہلے) بیان ہو چکی ہیں کہ حقیقت ایمان تصدیق ہی ہے۔"

پھر اس پر مزید بحث کے بعد دوسرے مقام کو بیان فرماتے ہیں:

المقام الثاني أن حقيقة الإيمان لا تزيد ولا تنقص لما مر من أنه التصديق القلبي الذي بلغ حد الجزم والإذعان وهذا لا يتصور فيه زيادة ولا نقصان حتى أن من حصل له حقيقة التصديق فسواء أتى بالطاعات أوارتكب المعاصي فتصديقه باق علىٰ حاله لا تغير فيه أصلا[3]

"دوسرا مقام یہ ہے کہ بلاشبہ حقیقتِ ایمان نہ زیادہ ہوتی ہے اور نہ کم، کیونکہ یہ (بات پہلے) بیان ہو چکی ہے کہ ایمان وہ تصدیق قلبی ہے جو یقین اور تسلیم کر لینے کی انتہا کو پہنچی ہوئی ہو، اور اس میں زیادتی اور کمی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا حتیٰ کہ جس کو یہ حقیقت تصدیق حاصل ہو جائے پس (اس کے لئے) یکساں ہے کہ وہ نیک اعمال بجا لائے یا گناہوں کا ارتکاب کرے، پس اس کی تصدیق اپنی حالت پر باقی رہنے

1 شرح العقائد النسفیۃ: ص ۱۲۶ طبع بمبئی

2 شرح العقائد النسفیۃ: ص ۱۲۸

3 ایضاً: ص ۱۲۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والی ہے، اصلاً اس میں کوئی تغیر (واقع) نہیں ہو گا۔"

ناقص الایمان مؤمن

ایک طرف تو آپ نے مرجئۃ فقہا، جہمیہ، کرامیہ اور ماتریدیہ کے ایمان کے بارے میں مذکورہ بالا رجحانات کا مطالعہ کیا۔ آیئے دیکھیں کہ اہل السنہ والجماعۃ کے نزدیک گناہ گار مسلمان کا ایمان کس حالت میں ہے۔ چنانچہ اہل السنۃ کے نزدیک کبیرہ گناہ کا مرتکب مؤمن ناقص الایمان ہے۔ آخرت میں وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہے، اللہ چاہے تو اسے عذاب دے اور چاہے تو معاف کر دے اور وہ اَبدی جہنمی نہیں ہے، البتہ خوارج اور معتزلہ کے نزدیک یہ ابدی جہنمی ہے۔ اس کے نیک اعمال کا ثواب ضائع ہو جائے گا اور نبی ﷺ کی شفاعت بھی ان کے لیے کارگر ثابت نہیں ہو گی۔ البتہ خوارج اسے کافر کا نام دیتے ہیں اور معتزلہ فاسق کا، رہے مرجئۃ تو وہ ان کے برعکس ہیں۔ موسوعہ المذاہب میں ہے:

إن مرتكب الكبيرة عندهم مؤمن كامل الإيمان ولا يضر إيمانه معصيته بل قال غلاة المرجئة: أنه لن يدخل النار من أهل التوحيد أحد مهما ارتكب من ذنوب وخطايا[1]

"کبیرہ گناہ کا مرتکب ان (مرجئۃ) کے نزدیک مؤمن کامل الایمان ہے اور اس کی معصیت اس کے ایمان کو نقصان نہیں پہنچاتی بلکہ غالی مرجئۃ نے کہا کہ اہل توحید میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہو گا خواہ جو بھی گناہ اس سے سرزد ہو جائیں۔"

امام ابن تیمیہ راقم ہیں:

فقالت المرجئة جهميتهم وغير جهميتهم هو مؤمن كامل الإيمان وأهل السنة والجماعة على أنه مؤمن ناقص الإيمان[2]

"مرجئۃ (خواہ) جہمیہ ہوں یا دوسرے (سب ہی) کہتے ہیں کہ گناہ گار مؤمن، کامل الایمان ہے اور اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ مؤمن ناقص الایمان ہے۔"

---

۱ الموسوعۃ المیسرۃ: ۲/۱۱۳۸

۲ الایمان لابن تیمیہ: ص ۲۷۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز اہل السنۃ اس بات پر متفق ہیں کہ گناہگار مسلمان میں کم از کم اس قدر ایمان تو موجود ہوتا ہے کہ جس کی وجہ سے وہ ابدی جہنمی نہیں ہو گا۔ لیکن کیا اسے صرف مسلمان ہی کہا جائے گا اور مؤمن کا نام نہیں دیا جائے گا یا اسے مؤمن بھی کہا جائے گا؟ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

والتحقيق أن يقال: إنه مؤمن ناقص الإيمان، مؤمن بايمانه، فاسق بكبيرته، ولا يعطى اسم الإيمان المطلق[1]

”اور تحقیق یہ ہے کہ یہ کہا جائے گا کہ یہ مؤمن، ناقص الایمان ہے اپنے ایمان کے سبب مؤمن ہے جبکہ کبیرہ گناہ کی وجہ سے فاسق ہے اور اسے ایمانِ مطلق کا نام نہیں دیا جائے گا۔“

ایمان کے ناقص نہ ہونے کا سبب

مرجئہ کے نزدیک ایمان کے شے واحد ہونے اور مؤمن گنہگار کے ناقص الایمان نہ ہونے کے سبب کو امام ابن تیمیہ یوں بیان فرماتے ہیں:

قالت المرجئة على اختلاف فرقهم: لاتذهب الكبائرو ترك الواجبات الظاهرة شيئا من الإيمان إذ لوذهب شيء منه لا يبقى منه شيء فيكون شيئا واحدا يستوى فيه البر والفاجر[2]

”اپنے فرقوں کے اختلاف کے باوجود (سب) مرجئہ کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہوں کا اِرتکاب اور واجبات ظاہرہ کا ترک ایمان میں کچھ بھی نقص و کمی پیدا نہیں کرتا کیونکہ اگر ایمان میں سے کوئی شئ کم ہو جائے (تو پھر) اس میں سے کوئی شئ باقی نہیں رہے گی پس ایمان شئ واحد ہے جس میں نیک و بد برابر ہیں۔“

کمال ایمان

امام آجری راقم ہیں:

---

1 الایمان لابن تیمیہ: ص ۱۹۰

2 ایضاً، صفحہ ۱۷۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لا یتم له الإیمان إلا بالعمل[1] ''عمل کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔''

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

ودلالة الشرع على أن الأعمال من تمام الإيمان لاتحصى كثرة[2]

''اعمال ایمان کو پورا کرنے والے ہیں (اس پر) شریعت کے دلائل اس قدر زیادہ ہیں کہ کہ ان کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔''

امام ابن تیمیہ مرجئہ جہمیہ اور غیر جہمیہ کی مسئلہ ایمان میں غلطی کی وجوہات کو بیان فرماتے ہوئے راقم ہیں:

أحدها: ظنهم أن الإيمان الذى فى القلب يكون تاما بدون العمل الذى فى القلب كمحبة الله وخشيته و خوفه والتوكل عليه والشوق إلى لقائه.

والثاني: ظنهم أن الإيمان الذي في القلب يكون تاما بدون العمل الظاهر وهذا يقول به جميع المرجئة[3]

''ان کا یہ گمان کرنا کہ عمل قلب جیسا کہ اللہ کی محبت، خوف، اس پر توکل اور اس کی ملاقات کے شوق کے بغیر ہی ایمان قلب مکمل ہے اور دوسری غلطی ان کا یہ گمان ہے کہ عمل ظاہری کے بغیر ہی دل کا ایمان مکمل ہے اور تمام مرجئہ اس کے قائل ہیں۔''

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

فالسلف قالوا: هو اعتقاد بالقلب و نطق باللسان وعمل بالأركان، وأرادو بذالك أن الأعمال شرط فى كماله ومن هنا نشأهم القول بالزيادة والنقص كما سيأتي و المرجئة قالوا: هو اعتقاد ونطق فقط، والمعتزلة قالوا: هو العمل والنطق والإعتقاد والفارق بينهم و بين السلف أنهم جعلوا الأعمال شرطا فى

---

۱ الشریعہ: ص ۱۲۵

۲ الایمان: ص ۱۱۸

۳ الایمان: ص ۲۸۶، ۲۸۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحته والسلف جعلوها شرطا فی کماله[1]

''سلف نے کہا کہ (ایمان) دل سے اعتقاد، زبان سے اقرار اور عمل بالأرکان ہے اور اس سے ان کی مراد ہے کہ اعمال کمال ایمان کے لیے شرط ہیں اور یہیں سے (ایمان کے) زیادہ اور کم ہونے کا قول پیدا ہوا اور مرجئہ نے کہا کہ ایمان صرف اعتقاد اور اقرار ہے اور معتزلہ نے کہا کہ ایمان عمل، اقرار اور اعتقاد ہے ان (معتزلہ) اور سلف کے درمیان فرق کرنے والی چیز یہ ہے کہ انہوں نے اعمال کو صحت ایمان کے لیے شرط قرار دیا ہے اور سلف نے اعمال کو کمال ایمان کے لیے شرط قرار دیا ہے۔''

خلاصۂ کلام

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جہمیہ کے نزدیک ایمان رب تعالیٰ کی معرفت کا نام ہے اور کفر اس سے جہالت کا۔ جبکہ شیخ البانی فرماتے ہیں:

المعرفة بالشيء لاتعني الإيمان به[2]

''کسی چیز کی (صرف) معرفت (حاصل ہو جانے) سے مراد یہ نہیں ہے کہ اس کے ساتھ اسے ایمان بھی حاصل ہو گیا ہے۔''

ماتریدیہ وغیرہ کے نزدیک ایمان دل سے تصدیق ہے۔

اور مرجئہ فقہا کے نزدیک ایمان، دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار ہے جبکہ اہلسنت، سلف صالحین کے نزدیک ایمان اعتقاد، زبان سے اقرار اور عمل سے عبارت ہے اور جو لوگ اس کے قائل نہیں ہیں۔ علامہ البانی ان پر شدید نکیر اور تردید فرماتے ہیں۔[3]

مرجئہ کے نزدیک اعمال ایمان کا جز نہیں ہیں۔ جبکہ سلف کے نزدیک اعمال ایمان کا جزء ہیں اور ترجمان سلف علامہ البانی کے نزدیک بھی اعمال ایمان کا جزء ہیں۔[4]

۱ فتح الباری: ۱/۴۶
۲ موسوعۃ الالبانی: ۴/۱۴۵
۳ مقدمہ شرح عقیدہ طحاویہ لابن ابی العز: ص ۵۷
۴ الذب لاحمد: ص ۳۲، موسوعہ الالبانی: ۴/۱۲۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہمیہ وغیرہ کے نزدیک اعمال قلوب بھی ایمان کا جز نہیں ہیں۔ جبکہ شیخ البانی کے نزدیک اعمال قلوب ایمان کا جز ہیں۔[1]

سلف کے نزدیک مرجئہ میں سے کوئی بھی اعمال کو کمال ایمان کے لیے شرط تسلیم نہیں کرتا۔ اور بعض حضرات کا یہ کہنا کہ "مرجئہ ایمان کے لیے مطلق اعمال کو شرط کمال قرار دیتے ہیں" انتہائی مضحکہ خیز ہے۔

کیونکہ مرجئہ کے نزدیک تو ایمان شئ واحد ہے اس میں نیک وبد برابر ہیں، ایمان میں کمی وبیشی ہوتی ہی نہیں، گنہگار بھی کامل الایمان ہے نہ کہ ناقص الایمان لہٰذا ان کے نزدیک اعمال ایمان کے لئے شرط کمال کیونکر قرار پائیں گے؟

مرجئہ کے نزدیک ایمان میں کمی وبیشی نہیں ہوتی۔ جبکہ اہلسنت کے نزدیک ایمان میں کمی وبیشی ہوتی ہے۔ اور شیخ البانی فرماتے ہیں:

إننى أخالفهم مخالفة جذرية فأقول: الإيمان يزيد و ينقص وإن الأعمال الصالحة من الإيمان وأنه يجوز الإستثناء فيه خلافا للمرجئة[2]

"بلاشبہ میری ان (مرجئہ کے تمام فرقوں) سے بنیادی مخالفت ہے میں کہتا ہوں کہ ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے، یقیناً اعمال صالحہ ایمان کا جز ہیں اور اس میں استثنا جائز ہے اور یہ (باتیں) مرجئہ کے خلاف ہیں۔"

اِرجا کا الزام

لہٰذا بعض حضرات کی طرف سے سلف کے پیروکار 'اہل السنّۃ والجماعۃ' جن کے نزدیک ایمان قول و عمل سے مرکب ہے، اور اس میں کمی وبیشی ہوتی ہے، کو مرجئہ اور جہمیہ ہونے کا الزام دینا انتہائی لغو ہے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

قيل لابن المبارك ترى الإرجاء؟ قال أنا أقول: الإيمان قول وعمل

---

۱ موسوعۃ الالبانی: ۳۵/۴

۲ السلسلۃ الصحیحۃ: ۱۵۳/۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و كيف أكون مرجئًا[1]

”عبد اللہ بن مبارک سے کہا گیا کہ آپ اِرجا (کا عقیدہ) رکھتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں کہتا ہوں کہ ایمان قول و عمل ہے، لہٰذا میں مرجئہ کیونکر ہوں گا۔“

امام ابو محمد حسن بن محمد بن علی بن خلف البربہاری متوفی ۳۲۹ھ فرماتے ہیں:

من قال: الإيمان قول وعمل، يزيد وينقص فقد خرج من الإرجاء أوله وآخره[2]

”جس نے کہا کہ ایمان قول و عمل ہے، زیادہ اور کم ہوتا ہے، یقیناً وہ اِرجا سے اوّل و آخر نکل گیا۔“

اسی لئے ناصر بن عبد الکریم العقل راقم ہیں:

أنه ليس كل من رمي بالإرجاء فهو مرجيء لاسيما في عصرنا هٰذا، فإن أصحاب النزعات التكفيرية وأهل التشدد سواء فمن كانوا على مذاهب الخوارج أو من دونهم من الذين يجهلون قواعد السلف في الأسماء والأحكام، أقول: إن أصحاب هذه النزعات صاروا يرمون المخالفين لهم من العلماء وطلاب العلم بأنهم مرجئة وأكثر ما يكون ذلك من مسائل الحكم بغير ما أنزل الله ومسائل الولاء والبراء و نحوها[3]

”ہر وہ شخص جس کی طرف اِرجا کی نسبت کی جائے، ضروری نہیں کہ وہ مرجئہ ہی ہو، خاص طور پر ہمارے اس زمانے میں (کیونکہ) تکفیری رجحانات کے حامل اور متشدد حضرات، خواہ وہ خوارج کے مذاہب پر ہوں یا ان کے علاوہ ایسے لوگ ہوں جو اسماء و احکام میں سلف کے اُصول و قواعد سے جاہل ہیں، ایسے رجحانات کے حامل حضرات اپنے مخالف علما اور طالب علموں پر مرجئہ ہونے کا الزام لگاتے ہیں اور یہ اکثر الحکم بغیر ما أنزل اللہ اور الولاء والبراء جیسے مسائل میں ہوتا ہے۔“

١ السنۃ للخلال: ٢/٥٦٦/٢ الرقم: ٩٦٤

٢ شرح السنۃ للبربہاری: ص ١٢٣ طبعہ سابقہ ١٤٢٨ھ دار صمیعی، سعودی عرب، دوسرا نسخہ: ص ٥٧

٣ القدرية والمرجئة: ص ١٢١

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ بھی صرف ان حضرات کے خاص ماہرانہ تحقیقی ذوق کا ہی کرشمہ ہے کہ جس نے عمل کو ایمان کا جز قرار دینے والے اور اس میں کمی و بیشی کے قائل جمہور ائمہ فقہ و حدیث کے اصل عقیدے اور کمزوری کو پہچان لیا ہے (بقول ان کے) اور صدیوں بعد سب سے پہلے یہ سعادت بھی کسی اور کے نہیں بلکہ ان حضرات کے حصے میں ہی آئی ہے۔

جناب ابو عزیر عبد الالہ یوسف جزائری صاحب اپنی کتاب 'انحرافات د/ صالح الفوزان فی مسئلۃ الایمان' میں امام ابن عبد البر کے تارکِ صلاۃ کی تکفیر کے متعلق اختلاف کو بیان کرتے ہوئے عدم تکفیر کے قول کی نسبت جمہور کی طرف کرنے کے، قول کو ان کی کتاب 'التمہید'[1] سے نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں:

لقد انتسب إلى قول الجمهور الذي لهم وعك في اعتقادهم[2]

اور اعمال کو کمالِ ایمان کے لیے واجب قرار دینے کی وجہ سے ان جمہور ائمہ کو مرجئہ کہتے ہوئے اور مسمی ایمان میں کمال کو سرچشمہ بدعت قرار دیتے ہوئے موصوف راقم ہیں:

أنه أوجب الأعمال وجوبا كماليا وليس أصليا في مسمى الإيمان وهذا القول هو ينبوع بدعية شر الكمال في مسمى الإيمان[3]

نیز فرماتے ہیں:

ولا يعرف ذلك إلا الذكى المتمرس وليس الحاطب ـــ وابن عبد البر ـــ الموافق للجمهور وهم (مرجئة الفقهاء) في مسئلة الإيمان[4]

اور ایک جگہ فخریہ انداز میں کہتے ہیں:

فظفرت بما جعلني اضرب به المثل هنا ووجدته يوافق المرجئة في معتقدهم صراحة لنظرة قاصرة كانت منه في الدليل والمدلول[5]

قارئین کرام! (ہمارا مقصد یہاں تارکِ صلوٰۃ کے بارے میں کوئی حکم لگانا یا اس کو راجح

۱ التمہید: ۴/ ۲۴ا تحت حدیث ثان لابن شہاب عن سالم

۲ انحرافات ڈاکٹر صالح الفوزان فی مسئلۃ الایمان: ص ۱۶

۳ ایضاً

۴ ایضاً: ص ۲۹

۵ انحرافات ڈاکٹر صالح الفوزان فی مسئلۃ الایمان: ص ۱۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرار دینا نہیں ہے بلکہ) ہم امام ابن عبد البر کا بیان آپ کے سامنے رکھتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ وہ جمہور کون ہیں جن پر حضرات مرجئہ ہونے کا الزام لگا رہے ہیں اور ان کی موافقت کا امام ابن عبد البر کو طعنہ دیا جا رہا ہے۔

امام ابن عبد البر فرماتے ہیں:

"(امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے سوا) حجاز، عراق، شام اور مصر سے وہ تمام فقہاء جو اجتہاد و آثار سے تعلق رکھتے ہیں، ان میں امام مالک بن انس، لیث بن سعد، سفیان ثوری، اوزاعی، شافعی، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، ابو عبید قاسم بن سلام، داؤد بن علی، طبری اور وہ لوگ جو ان کے طریقہ کار پر ہیں، (سب) نے کہا کہ ایمان قول و عمل ہے، زبان سے اقرار، دل سے اعتقاد اور عمل بالجوارح جس میں سچی نیت کے ساتھ اخلاص بھی ہو، ان (سب) نے کہا کہ ہر وہ فرض و نفل جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جاتی ہے، ایمان میں سے ہے۔ نیک اعمال کے ساتھ ایمان زیادہ ہوتا ہے اور گناہوں سے کم، وأهل الذنوب عندهم مؤمنون غير مستكملي الإيمان من أجل ذنوبهم و إنما صاروا ناقصي الإيمان بإرتكابهم الكبائر اور ان کے نزدیک گنہگار مؤمن ہیں البتہ گناہوں کی وجہ سے مکمل ایمان والے نہیں ہیں، وہ تو کبیرہ گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے ناقص الایمان ہیں۔"[1]

امام ابن عبد البر چند دلائل نقل کرنے کے بعد مزید فرماتے ہیں:

أوضح الدلائل على صحة قولنا: إن مرتكب الذنوب ناقص الإيمان بفعله ذلك وليس بكافر كما زعمت الخوارج[2]

"(یہ) واضح دلائل ہیں ہمارے اس قول کی صحت پر کہ گناہوں کا مرتکب اپنے اس فعل کی وجہ سے ناقص الایمان ہے اور وہ کافر نہیں جیسا کہ خوارج کا گمان ہے۔"

اسلاف اور ائمہ دین کے درمیان تارک صلاۃ کی تکفیر کے متعلق اختلاف معروف تھا تو

1 التمہید لابن عبد البر: ۴/۱۵۶، ۱۵۹، الایمان از ابن تیمیہ: ص ۲۵۹

2 التمہید ۴/۱۶۰ زیر حدیث دوم، از ابن شہاب عن سالم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا امام احمد نے بھی اس بنا پر امام زہری، امام مالک، امام شافعی ﷭ اور ان کے نظریہ کے حاملین کے اعتقاد پر اس طرح طعن کیا اور ان پر ایسے الزامات والقابات چسپاں کیے تھے؟ یقیناً جواب نفی میں ملے گا۔

حماد بن زید سے سوال کیا گیا:

من المرجئة؟ قال: الذين يقولون: الإيمان قول بلا عمل[1]

"مرجئہ کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ایمان قول ہے عمل کے بغیر۔"

ابو الحارث کہتے ہیں:

وسئل أبو عبد الله وأنا أسمع عن الإرجاء ما هو؟ قال من قال: الإيمان قول فهو مرجئي . والسنة أن تقول: الإيمان قول و عمل، يزيد وينقص[2]

"میں سن رہا تھا کہ ابو عبداللہ (امام احمد) سے سوال کیا گیا کہ اِرجاء کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جس نے کہا ایمان قول ہے پس وہ مرجئہ ہے (سلف کا) طریقہ یہ ہے کہ تو کہے کہ ایمان قول و عمل ہے، کم اور زیادہ ہوتا ہے۔"

امام ابو جعفر طبری فرماتے ہیں:

هذا الإسم فيمن كان من قوله الإيمان قول بلا عمل وفيمن كان مذهبه أن الشرائع ليست من الإيمان[3]

"یہ نام (مرجئہ) ان لوگوں کا ہے جن کا موقف ہے کہ ایمان قول ہے عمل کے بغیر اور یہ اُن کا (نام ہے) جن کا مذہب ہے کہ شرعی احکام و اعمال ایمان کا جزء نہیں ہیں۔"

البتہ خوارج اور معتزلہ، سلف کے زمانہ میں بھی اپنے مخالفین، اہلسنت والجماعت اور ان کے ائمہ و علما کو مرجئہ ہونے کا الزام دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ شیبان نے عبداللہ بن مبارک

---

۱ الایمان لابن تیمیہ: ص ۲۰۲

۲ السنۃ للخلال: ۲/ ۵۶۶، الرقم: ۹۶۴

۳ تہذیب الآثار: ۲/ ۱۸۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کہا:

يا أبا عبدالرحمٰن! ما تقول فيمن يزني ويشرب الخمر ونحو هذا أمؤمن هو؟ قال ابن المبارك: لا أخرجه من الإيمان فقال: علىٰ كبر سن صرت مرجئًا. فقال له ابن المبارك: أن المرجئة لا تقبلني، أنا أقول: الإيمان يزيد والمرجئة لا تقول ذلك والمرجئة تقول حسناتنا متقبلة وأنا لا أعلم تقبلت مني حسنة؟ وما أحوجك إلى أن تأخذ سبورة فتجالس العلماء[1]

"اے ابوعبدالرحمٰن (یعنی عبداللہ بن مبارک) آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو زنا کرتا، شراب پیتا اور اس طرح کے کام کرتا ہے، کیا وہ مؤمن ہے؟ تو عبداللہ بن مبارک نے جواب دیا کہ میں اسے ایمان سے خارج نہیں کرتا۔ تو اس نے کہا کہ آپ بڑھاپے کی حالت میں مرجئہ ہو گئے ہیں؟ تو عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ بلاشبہ مرجئہ مجھے قبول نہیں کریں گے (یعنی میرا کسی صورت بھی مرجئہ میں شمار نہیں ہو سکتا) کیونکہ میں کہتا ہوں کہ ایمان زیادہ ہوتا ہے جبکہ مرجئہ اس کے قائل نہیں ہیں۔ مرجئہ کہتے ہیں کہ ہماری نیکیاں (قطعی طور پر) قبول کا درجہ پانے والی ہیں جبکہ میں نہیں جانتا کہ میری نیکی قبول ہوئی (یا کہ نہیں)۔ تو (اس بات کا) کس قدر محتاج ہے کہ ڈسٹر پکڑ کر علما کی مجلس میں بیٹھے۔"

نوٹ: اس مضمون کی پہلی قسط 'اہل السنۃ اور مرجئہ کون؟' (مطبوعہ محدث جنوری ۲۰۱۲ء) کے صفحہ نمبر ۲۳ پر (اثر جندب رضی اللہ عنہ) کا حوالہ غلط چھپ گیا ہے، صحیح حوالہ یوں ہے: شرح أصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ: ۲/ ۳۹، الایمان لابن تیمیہ: ص ۱۷۸، السنۃ لابن احمد: ا/ رقم ۷۹۹۔

مزید برآں حاشیہ نمبر ۴، اثر عبدالعزیز بن عمر کو بھی یوں پڑھا جائے: صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی خمس، تعلیقاً، شرح السنۃ از بغوی: ا/ ۷۹، ابن ابی شیبہ: رقم ۳۰۴۳۵

1. مسند اسحٰق بن راہویہ: ۳/ ۶۷۰ بحوالہ السلسلۃ الصحیحۃ: ۷/ ۱۵۴، موسوعۃ الالبانی: ۴/ ۱۵۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ